O

نسلِ انسانی کے دُکھ سمجھے بِنا ہی ہم نے خود کو کیسے کامل کہہ دیا تھا
بس کنارے پر رہے اور ڈوبنے والوں کے آگے خود کو ساحل کہہ دیا تھا

سوچ تو رکھنی تھی اپنی ذات سے چل کر زمانے تک میں تبدیلی کی تم نے
کتنا سستا بیچ ڈالا زندگی کو، نفس جیسی شے کو منزل کہہ دیا تھا

در حقیقت قلب کی تطہیر کی تدبیر کرنی تھی ابھی تو زندگی میں
نفس نے پھسلا دیا تو زعم میں ناپاک کو پاکوں میں شامل کہہ دیا تھا

جس نے دنیا کو خس و خاشاک کر ڈالا اسے ظِلِّ الٰہی ہی پکارا
جس نے اپنے نفس کو مارا، اُسے گلیوں میں کھینچا اُس کو قاتل کہہ دیا تھا

https://emad-ahmad.com/

کرم تھا رب کا رضائے حق سے رستے کُھل گئے تاریک شب میں بھی تمہارے
تم نے کیسے قلب کو روشن جگہ اور ذات کو منزل کا حامل کہہ دیا تھا

یہ نہیں سوچا کہ شر اور خیر کی اصلی لڑائی ذات کے اندر چُھپی ہے
نفس کے آسیب کو دل میں ہی رہنے دے دیا اور خود کو عامل کہہ دیا تھا

کاش ایسا ہو کہ جنت میں کہوں مَیں دوستوں سے شانِ حق نے حشر کے دن
کر لیا اعراض میری لغزشوں سے اور مجھے رحمت میں داخل کہہ دیا تھا

راستے آسان ہوں، دشوار ہوں، تم حق پہ جینا، حق پہ اپنی جان دینا
بس وصیت میں تمہیں اتنا ہی کہنا تھا مری جاں، سو یہ باسِل کہہ دیا تھا

ہاتھ میں اُم الکتاب آئی تو قلبی آنکھ سے ہر شے کو دیکھا پھر ہمیشہ
یہ عماد احمد نے اپنی زندگی کے تجربے کا عینِ حاصل کہہ دیا تھا

https://emad-ahmad.com/